سود کے متعلق دو سوال اور اُن کے جواب

تمہیدی نوٹ - ایک مدت سے (جیسے آنرایبل سر سید بہادر نے سود کی حرمت میں اشتباہ ظاہر کیا - اور یہ فتوے دیدیا ہے کہ دُگنے سے دُگنا سود لینا حرام ہے - تھوڑا سود لینا خصوصاً قومی کاموں کیلیئے جائز ہے -) بعض مسلمانوں میں سود کا لین دین بلا کراہت جاری ہوگیا ہے - جو لوگ نماز نہیں پڑہتے روزہ نہیں رکھتے شرابخواری زنا کاری وغیرہ محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں - انکا سود میں مبتلا ہونا محل تعجب و افسوس نہیں ہے - محل افسوس و تعجب تو وہ لوگ ہیں جو پانچو وقت نماز پڑہتے ہیں - روزہ رکھتے ہیں - باوجود سرکاری ملازم متعہد ہونیکے نماز جمعہ کبھی ترک نہیں کرتے - حج کر آئے ہیں کچھ نہ کچھ خیرات بھی کرتے ہیں - اُنہیں سے بعض حضرات مولوی بھی کہلاتے ہیں - دینی کتابیں اور رسالے تالیف کرتے ہین - قرآن کے مترجم یا یون کہو کہ مفسر ہین - اسلامی انجمنون میں لکچرار یا واعظ بنائے جاتے ہیں - ایسے لوگ بھی عام لوگون سے نہ بہی سرکاری اور تجارتی بینکون میں روپیہ جمع کرکے اُسکا سود لینے لگ گئے ہین - ایسے ہی لوگون نے ان دنون ایک اسلامی بینک لاہور مین کھولا ہے جسکی رجسٹری ہو چکی ہے - بعض حضرات مسلم فنڈ - تنبول فنڈ - مسلمانونکو روپیہ دینے والی انجمن مسلمانون کے تیمون اور بیواؤن کو روپیہ دینے والی انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کرکے بلاتردد سود یا قمار کا لین دین جاری کیئے ہوئے ہیں ان اہل علم و بینش مسائل فقہ میں نظر یا سماع رکھتے ہیں - مگر وہ حضرات اپنی دید و شنید کو بیکار کر بیٹھنے کے

ساتھ اس سے بھی رہ چکے اور مستغنی ہو گئے ہیں۔ کہ وہ ان معاملات میں اور علمائے وقت سے (جن کے علم و فضل کے وہ معتقد و معترف ہیں۔ اور انکی محبت اور پیروی کے مدعی ہیں) مشورہ تو لے لیں بالجملہ آجکل سود کا لین دین مسلمانوں میں جو نئی تہذیب نئی روشنی کی جھلک میں آ گئے ہیں۔ (وہ رہی سہی کیوں نہ سہی) شیر مادر کیطرح حلال طیب سمجھا گیا ہے۔ اور ربا تر و اسکا تعامل جاری ہو گیا اور روز افزون ترقی پر ہے جسکا اجر و ثواب غالباً سرسید بہادر کے نامہ اعمال میں داخل ہوگا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو سود لینے کا دروازہ کھولدیا ہے۔ انسے کچھ بچ رہا تو وہ آپکے شاگرد رشید خلیفہ راشد[1] مرزا غلام احمد قادیانی کو ملے گا۔ جس نے بحکم اپنے اس قاعدہ و اصول قدیمہ کے کہ نافرمان انسان کا مال و جان اسکے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں داخل ہو جاتے ہیں۔ خدا جسکے ہاتھ سے چاہے اسکو تلف کرا دے۔ (دیکھو آئینہ کمالات ص ۶۰۱) خاص کر گورنمنٹ سے سود لینے کو جائز کر دیا ہے۔ اور اپنے لاہور کے مریدوں کو جو دیندار و پرہیزگار کہلاتے ہیں فتوے دیدیا ہے کہ وہ ریلوے ایگزیمینر آفس لاہور سے اپنے اس روپیہ کا جو پراویڈنٹ فنڈ میں جمع کراتے تھے سود لے لیا کریں جس سے ایک مدت سے وہ بحکم فتوے قدیم علمائے اسلام بچے ہوئے تھے۔ اسی کے فتوے سے انہوں نے اب اس روپیہ کے سود لینے کی درخواست کر دی ہے اور اپنے معترضوں کے جواب میں اپنے مرشد صاحب کے فتویٰ کی سند پیش کی ہے۔

اسوقت سود لینے سے احتراز ہے تو ان ہی مسلمانوں کو ہے جو پرانے فیشن (پرانے خیالات) کے مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہ نئی روشنی کی جھلک سے بچے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ مضمون "سود کے متعلق دو سوال اور انکے جواب" ان ہی لوگوں کے پڑھنے کے لئے ہے۔

حضرات اول الذکر اس مضمون کو پڑھنے کی تکلیف نہ اٹھاویں۔ انمیں سے کوئی صاحب اپنے دل یا دماغ میں پرانے اسلام اور قدیم ایمان کے نور کا کچھ حصہ دبا دبایا رکھتے ہیں تو وہ اولاً ہمارا مضمون "سود و قمار و لاٹری وغیرہ" جلد ۱۲ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۶ وغیرہ میں

[1] جو شخص اس خلافت پر تعجب کرے وہ ہمارا رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۱ وغیرہ ملاحظہ کرے۔

ملاحظہ فرما دیں۔ اور اسمین دلائل حرمت سود قرض دیکھ کر حرمت سود قرض کا یقین حاصل کر لین پھر اسمضمون کیطرف مراجعت کریں۔ اس مضمون کے ملاحظہ کے بغیر اس مضمون کا ملاحظہ ان حضرات کو نفع نہ دیگا۔ جو سود کو شیر مادر سمجھ رہے ہین۔

تمہید ہو چکی اب وہ مضمون معروض ہوتا ہے۔

سوال اوّل

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ہندو مسلمان ایک کارخانہ شین جس میں کندلہ و تار کھی جھوٹا سچا کام بنایا جائیگا۔ بطور کمپنی قایم کرتے ہیں۔ اور اسمین مسلمانونکو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہنود اسمین سودی لین دین بھی کرینگے۔ اور مسلمانوں کیواسطے کہتے ہین۔ کہ تمکو ہمارے سود کے لینے دینے سے کچھ سروکار نہین جو منافعہ کندلہ کے کام سے ہوگا۔ وہ تمکو تقسیم کردینگے۔ اور جو سود کا لین دین ہوگا۔ وہ ہم سمجھ لیوینگے۔ تم سے کچھ سروکار نہین ہوگا اگر مسلمان اسمین شریک نہون تو بھی وہ کارخانہ جاری ہوگا۔ اندریں صورت مسلمانون کو ایسے کارخانہ میں شریک ہونا اور اس سے نفع لینا جائز ہے یا نہین۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ جو مسلمان اس کارخانہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں اُنکی نیت مطلقاً سود لینے کی نہیں ہے اور مہتممان کارخانہ جسمیں مسلمان بھی ہونگے کہتے ہیں کہ سالتمام کے حساب پر سود کی رقمین جو جدا ہوتی ہیں علیحدہ ہو جاوینگی۔ اور یہ ارقام سود مسلمانوں کے حصہ پر نہ تقسیم کیجاوینگی۔ بلکہ خالص نفع کندلہ وغیرہ کا مسلمانونکو دیا جاویگا البتہ روپیہ مخلوط رہیگا حساب کی صورت مثلاً یوں ہوگی۔

سرمایہ کمپنی یعنی حصہ داران		خرچ	
مسلمین	ہنود	سود جو بنک کو بابت ایکسچنج کے دیا	للعہ ر
۱۰۰۰ ر ر	۲۰۰۰ ر ر	لاگت مال	۴۰۰۰ ر ر

یہ روپیہ بینک میں جبتک رہا اسکا سود	[illegible]	خرچ متفرق	[illegible]
بینک سے قرض لیا	۱۰۰۰ [illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۲۰۴
		باقی	
فروختگی مال	[illegible]	[illegible]	
[illegible]		تقسیم منافع فی روپیہ مبلغ [illegible]	

بابت رقم مسلمین	بابت رقم ہنود	بابت رقم قرض سود جس سے مسلمانوں کو کچھ سروکار نہین
[illegible]	[illegible]	[illegible]

سوال دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دیانت شعار اور فضلائے امانت دثار اس باب میں کہ مثلاً بنگال بینک مین (جو ایک ایسی دُکان ہے جسکے مالک عموماً انگریز سوداگرون کی ایک جماعت ہی جنکی تجارت میں عموماً ہمارے ہندوستانی صرافوں کیطرح سود کا لین دین ہوتا ہی اور جنکی دوکان میں کل سرمایہ کی ایک تہائی نقد روپیہ کا ہر وقت موجود رہنا نہایت ضروری ہے) کسی انجمن کو اپنا روپیہ (جو مختلف قسم کے صدہا شخصون کے چندے سے فراہم ہوا ہے۔) بدون کسیطرح کے سود لینے کے صرف اس خیال سے کہ مذکورہ بالا بینک میں روپیہ کے تلف ہوجانے کا بالکل اندیشہ نہیں ہے۔ داخل کرنا درست ہے۔ یا نہیں بیّنوا۔ وتوجروا۔

جواب سوال اوّل

مسلمانونکو اس علم و یقین کے ساتھ کہ انکا سرمایہ سود پر بنک میں رکھا جائیگا - اور بنک سے اور روپیہ سودی لیکر انکے سرمایہ میں ملاکر تجارت مین لگایا جائیگا - اور اس مخلوط (گڈمڈ) روپیہ کل منافعہ شرکا میں تقسیم ہوگا - (گو سود کے نام کا حصہ مسلمانونکو نہ ملیگا -) اس کارخانہ مین شریک ہونا اور اپنا روپیہ سودی روپیہ سے ملانا اور کل روپیہ کے منافع سے اپنا حصہ لینا جائز نہیں - کیونکہ اسمیں سود کے لین دین سے رضا اور سودی معاملہ کی اعانت پائی جاتی ہے - اور سود کا لین دین قدیم اسلام اور پرانے مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق حرام و معصیت ہے - لہذا اس سے رضا اور اسکی معاونت بھی معصیت ہوگی -

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (سورہ مایدہ ع - ۱ -)	اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مددگار رہو -

اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو -

یہ حکم قرآنی عام اور جامع ہے - ہر ایک فعل اور معاملہ کی ممانعت مین جسمیں اعانت معصیت پائی جاتی ہے نص صریح ہے -

ایسا ہی احادیث نبویہ کا فیصلہ ہے جو عنقریب بیان ہوگا - اور یہی جمہور فقہاء اسلام اور ائمہ اعلام کا (جیسے ائمہ ثلاثہ (امام مالک - امام شافعی - امام احمد) اور ائمہ مذہب حنفی سے صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد -) اس قسم کے معاملات کی نسبت فتواے ہے گو بعض ائمہ مذہب حنفی (جیسے حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ) کو اس فتواے سے کلی اتفاق نہیں ہے بلکہ اس قسم کے بعض معاملات کو وہ جایز رکھتے ہیں بعض کو ناجایز کہتے ہیں -

کتب فقہ مشہورہ ہدایہ - درمختار - وغیرہ میں اس قسم کے بہت سے معاملات و مسایل ذکر کرکے ان کی نسبت ائمہ ثلثہ و صاحبین سے عدم جواز کا فتواے نقل کیا ہے - اور اسکی

وجہ و دلیل یہی بیان کی ہے۔ جو اس آیت سے مفہوم ہوتی ہے۔ کہ انمین اعانت معصیت پائی جاتی ہے۔ اور اعانت معصیت جائز نہیں۔

و آنجملہ بعض مسائل و معاملات کی نسبت امام ابوحنیفہ کا اختلاف بیان کیا ہے۔ منجملہ انکے ایک معاملہ یا مسئلہ یہ ہے۔

وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم انہ یتخذہ خمرا لان المعصیۃ لا تقوم بعینہ بل بعد تغیرہ وقیل یکرہ لاعانتہ علی المعصیۃ ونقل المصنف عن السراج والمشکلات ان قولہ ممن ای من کافر اما بیعہ من المسلم فیکرہ ومثلہ فی الجوھرۃ والباقلانی وغیرہ وزاد القھستانی معزیا للخانیہ انہ یکرہ بالاتفاق۔ بخلاف بیع امرد ممن یلوط بہ وبیع سلاح من اھل الفتنۃ لان المعصیۃ تقوم بعینہ ثم الکراھۃ فی مسئلۃ الامرد مصرح بھا فی بیوع الخانیۃ وغیرھا واعتمدہ المصنف علی خلاف ما فی الزیلعی والعینی وان اقرہ المصنف فی باب البغاۃ قلت وقدمنا ثمہ معزیا للنھران ما قامت المعصیۃ بعینہ یکرہ تحریما والا فتنزیھا فلیحفظ توفیقا۔ وجاز تعمیر کنیسۃ وحمل خمر

(۱) مسلمان کا کافر کے ہاتھ شراب فروخت کرنا یا اسکے لئے اجرت پر شراب اوٹھا کر لیجانا۔ یا انکے ہاتھ شراب بنانے کے لئے شیرہ انگور بیچنا۔

(۲) کفار کے لئے اجرت پر ایسا گھر تعمیر کر دینا۔ یا کرایہ پر دینا جسمین وہ آگ وغیرہ باطل معبودون کی پرستش کریں۔ یا اُنہین شراب فروخت کریں۔

(۳) بے ریش لڑکے کو ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے لواطت کرنا چاہے فروخت کرنا۔

(۴) لونڈی کو ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے قبل استبراء (حیض آنے سے اسکے رحم کا حمل سے بری و خالی ہونا دیکھنا) یا برخلاف وضع فطرت اس سے مباشرت کرنا چاہے۔ یا اوسکو گانا بجانا ناچنا تعلیم کرنے کا ارادہ رکھے فروخت کرنا۔

(۵) کافرون یا باغیوں کے ہاتھ جو مسلمانوں سے لڑنا چاہیں۔ لڑائی کے دنون میں ہتھیار فروخت کرنا۔

ذمی بنفسه او دابته باجر لا عصیرها لقیام للمعصیة بعینه وجاز اجارة بیت بسواد الکوفة ای قریها لا بغیرها علی الاصح لان غالب اهلها اهل الذمة لیتخذ بیت نارا و کنیسة او بیعة او یباع فیه الخمر وقالا لا ینبغی ذلک لانها اعانة علی المعصیة وبه قالت الثلثة زیلعی و در مختار ومثله فی رد المختار والهدایه والکفایه وغایة البیان یعنے وغیرها۔)

(۶) مرغباز یا مینڈھے باز کے ہاتھ مُرغے یا مینڈھے کو جسکو وہ لڑانے کیلئے خرید نا چاہی فروخت کرنا۔ اور کبوتر باز کے ہاتھ کبوتر کو جسکو وہ اڑانے کیلئے خرید نا چاہے فروخت کرنا۔ وعلے ہذا القیاس۔

دُرمختار وغیرہ مین ان سب معاملات و مسایل کی نسبت ائمہ ثلثہ وصاحبین سے تو وہی عدم جواز نقل کیاہے۔ اور حضرت ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول اس تفصیل سے نقل کیاہے کہ شراب کی بیع تو بہرحال و بلا شرط ناجائز ہی مگر اُسکو ذمی کے لئے اجرت پر اُٹھا کر لیجانا جائز ہے۔ اگر اٹھانے والے کی صرف اجرت لینے کی نیت ہو یہ نیت نہ ہو کہ ذمی اس شراب کو پیئے۔ اور نیز تیار شدہ شراب کی بیع بہرحال و بلا شرط ناجائز ہی مگر شیرہ انگور کی (جس سے شراب تیار ہوتی ہو۔) بیع مطلقًا ناجائز نہیں۔ بلکہ اسمیں یہ تفصیل ہی کہ اس شیرہ کی بیع شراب ساز کے ہاتھ صرف روپیہ کمانے کی نیت سے جائز ہے۔ اس نیت سے کہ اس سے شراب بنا کر پی جائے جائز نہین ہے۔ ایسے ہی لونڈی یا مرغے یا منیڈھے یا کبوتر سے گناہ کے کام کروانے کی نیت ہو تو انکی بیع ناجائز ہے۔ یہ نیت نہ ہو صرف ٹکے وصول کرنے کی نیت ہو۔ تو جائز ہے۔ بے ریش لڑکے کی بیع لونڈے باز کے ہاتھ اور ہتھیاروں کی بیع لڑائی کے وقت باغیوں یا کفار کے ہاتھ میں بہرحال ناجائز ہے۔ (گو بیچنے والے کی نیت اُس لڑکے سے برا کروانے اور ان ہتھیاروں سے مسلمانوں کو کٹوانے کی نہ ہو) بے ریش لڑکے کی بیع کی نسبت درمختار او رخانیہ وغیرہ میں تو یہی عدم جواز بیان کیاہے۔ مگر ردالمختار میں بے ریش لڑکے کو بھی لونڈی کے حکم میں شمار کیاہے۔ ایسا ہی برہان شرح

مواہب الرحمان وغیرہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس تفصیل کی صورتوں میں باہم اختلاف پایا جاتا تھا۔ اور وہ سخت اعتراض تناقض کا موجب تھا۔ لہذا اس قول کے حامیوں اور ناصروں نے اُن مختلف صورتوں کے متعلق اشیاء کو دو قسم میں منقسم کیا۔ اور اس انقسام کی وجہ سے اُنکے حکم کو جداگانہ قرار دیا ہے۔ **قسم اول** وہ اشیا جنکی ذات اور موجودہ حالت میں معصیت قائم ہو۔ (جیسے مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے ہتھیار اور تیار شدہ شراب ہے)

ولا یأس ببیع العصیر ممن یعلم انہ یتخذہ خمرا لان المعصیۃ لا تقوم بعینہ بل بعد تغیرہ بخلاف بیع السلاح فی ایام الفتنۃ لان المعصیۃ تقوم بعینہ۔ (ھدایہ و مر مثلہ عن الدر المختار و فیہ عد الخمر مما تقوم المعصیۃ بعینہا)

قسم دوم وہ اشیاء جنکی ذات اور موجودہ حالت کے بدل جانے کے بعد انمیں معصیت قائم ہو۔ (جیسے شیرہ انگور کہ وہ متغیر ہو جانے اور سڑ جانے کے بعد شراب بنتا ہے۔ اور محل معصیت ہوتا ہی نہ موجودہ حالت شیرہ ہونے میں) اسوجہ سے بیع و شرا قسم اول کو بہرحال ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اور خرید و فروخت قسم دوم کو بشرط نیت معصیت ناجائز کہا گیا ہے۔ کہا ہے کہ اسمیں کوئی تناقض و تخالف نہیں ہے۔

اس تقسیم و تفصیل اور اسکے حکم پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا تھا۔ کہ اسصورت میں لازم تھا بے ریش لڑکے اور لونڈی اور مرغے اور مینڈھے اور کبوتر کی بیع و شرا کو بہرحال ناجائز قرار دیا جاتا۔ اور اُنکی بیع میں نیت معصیت کو شرط عدم جواز بیع نہ ٹھرایا جاتا۔ کیونکہ یہ قسم اول سے ہیں۔ جنکی ذات سے معصیت قائم ہے۔ نہ قسم دوم سے کہ وہ شیرہ انگور کیطرح بدل جانے کے بعد محل قیام معصیت ہوں۔ تو اسکے جواب میں اس قول کے حامیوں و ناصروں کو یہ دوسری تقسیم تجویز کرنی پڑی۔ کہ وہ اشیائ جنکی ذات سے معصیت قائم ہو۔ پھر دو قسم ہیں۔ **قسم اول** وہ جنکی ذات میں بُرائی ہے۔ (جیسے تیار شدہ

لا یکرہ بیع الجاریۃ المغنیۃ والکبش النطوح والدیک المقاتل والحمامۃ الطیارۃ لانہ